نکاح نسل انسانی کی افزائش کے لئے ہے

(فرمودہ ۱۰- دسمبر ۱۹۲۱ء)

۱۰- دسمبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کی لڑکی فاطمہ کا نکاح پانچ سو روپیہ مہر پر احمد اللہ خان ولد قدرت اللہ خان صاحب سے پڑھا۔ [۱]

خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔

نکاح کا معاملہ جیسا نازک اور اہم معاملہ ہے دنیاوی معاملات ایسے کم نازک ہوتے ہیں۔ نکاح میں مرد عورت پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کو اتنا محسوس نہیں کرتے جس قدر وہ ہوتی ہے کیونکہ جتنا محسوس کرتے ہیں وہ بہت ادنیٰ ہے۔ اور در حقیقت وہ اس سے بھی بہت بڑی ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں ایک مخفی ارادہ کام کرتا نظر آتا ہے جس کو دہریوں کے لفظ میں ایک قوت کہہ سکتے ہیں۔ ہم اس بحث میں اس وقت نہیں پڑیں گے کہ وہ قوت ہے یا ارادہ ہے یا اور کیا ہے۔ بہر حال ایک منشاء ہے جس کا دہریہ بھی منکر نہیں ہو سکتا کہ جس سے انسان کی زندگی کو قائم کیا جاتا ہے۔ خواہ اس کو عیسائیوں کی طرح یوں کہا جائے کہ چھ ہزار سال سے یہ سلسلہ ہوا ہے خواہ یورپ کے لوگوں کی طرح یہ کہا جائے کہ لاکھوں سال کی ترقی کے بعد آہستہ آہستہ یہ حالت ہوئی ہے خواہ جس طرح ہمارے صوفیاء نے کہا ہے کہ ترقی اور نشوونما تدریجی ہے۔ قرآن کریم میں جن ایام کا ذکر ہے وہ یہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں بلکہ اور ہیں جو لاکھوں سال تک ہیں۔ چنانچہ ایک تغیر کے متعلق حضرت سید عبدالکریم جیلیؒ صاحب اپنا کشف لکھتے ہیں کہ وہ تغیر تین لاکھ سال میں ہوا۔ [۲]

کیڑے سے نہیں بلکہ یہ اعلیٰ تغیر ہے جس کا نتیجہ انسان ہے۔ تین لاکھ سال میں ہوا ہے جب انسان اس درجہ پر پہنچ گیا تو اس لمبے عرصہ میں اور کوئی تغیر انسان میں نظر نہیں آتا جس سے معلوم ہو کہ دنیا کی ترقیاں انسان پر ختم ہوگئی ہیں۔

قاعدہ ہے کہ جب مدعا حاصل ہو جائے تو کام بند کردیا جاتا ہے اس لئے اگر انسان کے آگے کوئی اعلیٰ درجہ کے انسان بنا ہوتے تو یہ تغیر ضرور ظاہر ہوتا لیکن چونکہ تغیر اس لمبے عرصہ میں نہیں ہوا اس لئے معلوم ہوا کہ یہ غرض پوری ہوگئی ہے مگر خیال ہو سکتا ہے کہ انتظار کرنا چاہئے تغیر تو ہوگا مگر لمبے عرصہ کے بعد۔ ہم کہتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اپنی پوری شان کے ساتھ نازل ہو چکا ہے اس لئے ہمیں معلوم ہوگیا کہ اور کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ اب یہی منشائے ایزدی ہے کہ جس طرح پر اب نسل انسانی چلائی جارہی ہے اسی طرح چلائی جائے۔ سورج اور چاند اور ستاروں کی حرکتیں، ہوا کا چلنا، موسموں کے تغیرات، زمین کے اثرات کا ظہور، لاکھوں پرندوں کی پیدائش، نباتات و جمادات کا وجود ان سب کی غرض یہ ہے کہ انسان پیدا ہوں اور قائم رہیں۔ دو صورتیں تھیں۔ ۱۔ تکمیل شریعت ۲۔ انسان کا قیام۔ تکمیل شریعت ہو چکی اور اب جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ انسان کو مٹا دیا جائے یہی قدرت کا منشاء ہے کہ انسان کو قائم رکھا جائے۔ یہی انسان کا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہے جس پر اس کا کلام نازل ہوتا ہے۔

اب دیکھو نکاح کیا ہے۔ یہ تغیر جو لاکھوں سال کے درمیان ہوا اور بے شمار زندگیوں کو کروڑ در کروڑ سنکھ در سنکھ بلکہ جن کے گننے کے لئے بے شمار زمانہ کی ضرورت ہے اتنی زندگیوں کے فنا کے بعد انسان پیدا ہوا۔ نکاح کی غرض یہ ہے کہ انسان جو اتنے بڑے اور اہم تغیر کے بعد پیدا ہوا اس کی نسل کو آگے چلایا جائے۔ پہلے انسان کس طرح پیدا ہوا۔ اس بحث کی ضرورت نہیں۔ اب انسانی پیدائش کا ذریعہ نکاح ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کا ملنا جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

بظاہر نکاح معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت اس لاکھوں سال کے تغیر کے قیام اور نسل انسانی کی افزائش کے لئے ہے۔ اسی کے لئے عورت و مرد ملتے ہیں اسی غرض کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے نکاح ہوتا ہے اور یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ خدا کے تعلق کے بعد دوسرے نمبر پر اس کا پورا کرنا اور اس کی حفاظت کرنا ہے۔ شریعت نے دو حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ گویا نکاح دوسرے پاؤں کی حیثیت رکھتا ہے۔ شریعت نے اس کو اتنا اہم

رکھا ہے مگر بہت لوگ ہیں جو اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور ان فوائد کو حاصل نہیں کرتے جو اس میں رکھے گئے ہیں۔ ان کی مثال اس نادان بچے کی ہے جس کو ایک خوبصورت ہیرا ملتا ہے مگر وہ اس کی قدر و قیمت کو نہیں جانتا اس لئے ایک روپیہ بھی اس کی اگر قیمت ملے تو دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کو معلوم ہو جائے تو دس ہزار روپیہ قیمت پر بھی نہیں دے گا۔ پس چونکہ عموماً لوگوں کو نکاح کے معاملہ کی اہمیت معلوم نہیں اس لئے وہ فوائد بھی حاصل نہیں کرسکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ نکاح کے مطلب کو سمجھیں اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

(الفضل ۱۶۔ فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۷، ۸)

۱؎ الفضل ۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۱

۲؎ الیواقیت والجواھر جلد ۱ صفحہ ۹ حاشیہ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ